آدھی صدی کا سفر

عرفان احمد خان۔ جرمنی

گزشتہ سے پیوستہ، قسط چہارم

مکرم فرید عارف صاحب اور مکرم چودھری ظہیر صاحب بھی ایک دو راتیں باہر گزار کر مشن ہاؤس لَوٹ آئے۔ مکرم انوری صاحب نے ہمارے کانوں سے یہ بات گزار دی کہ مشن ہاؤس میں تین ماہ سے زیادہ مہمان نوازی عملاً ممکن نہیں اور مہمان کو خود اس کا خیال ہونا چاہیے۔ میرے دونوں ساتھی یہ مدّت پوری کر چکے تھے اس لئے ایک ہفتہ کے اندر اندر نئی قیام گاہ میں منتقل ہو گئے۔ مَیں بھی تین ماہ پورے ہونے سے قبل یکم مارچ کو ملک مسیح الدین شاہد ابن مکرم ملک رفیق احمد (جو زندگی کا بیشتر حصہ دارالصدر مسجد قمرالانبیاء کے صدر محلہ رہے) کی بلڈنگ میں منتقل ہو گیا۔ لیکن بلا ناغہ روزانہ مسجد جانے کی روایت برقرار رکھی۔ جس کا فائدہ یہ ہوا کہ مکرم انوری صاحب سے روابط وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کا پہلا اجتماع

ابھی تک جرمنی میں صرف دو جماعتیں تھیں اس کی وجہ ہمبرگ اور فرینکفرٹ میں مساجد اور مشن ہاوسز کی موجودگی تھی۔ اس کے علاوہ عارف خان صاحب ہنوور، سلیم صاحب بون کے قریب St.Augesstein اور خواجہ منیر احمد صاحب Würzburg میں رہائش رکھتے تھے۔ ہمبرگ میں ایک بار مجلس خدام الاحمدیہ کی ابتداء کی گئی اور مکرم سردار لطیف احمد صاحب قائد مجلس منتخب ہوئے۔ لیکن وہ جلد امریکہ منتقل ہو گئے اور ان کے بعد ابھی تک نئے قائد کا انتخاب نہ ہوا تھا اور نہ ہی یہ علم تھا کہ جرمنی میں احمدیوں کی تعداد کیا ہے۔ ایک روز مشن ہاؤس میں آپس میں گفتگو کے دوران یہ موضوع زیر بحث تھا تو بات اس نقطہ پر ختم ہوئی کیونکہ جرمنی میں جماعتی مرکز فرینکفرٹ میں ہے اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ کا آغاز فرینکفرٹ میں بھی ہونا چاہیے۔ چنانچہ مشنری انچارج جو بلحاظ عہدہ نائب صدر خدام الاحمدیہ کا اختیار رکھتے تھے نے مکرم عبدالرؤف خان صاحب کو قائد مجلس اور خاکسار کو معتمد نامزد کیا۔ ماہ مارچ میں ہی موسم کھلنے پر خدام کی میٹنگ بلائی گئی۔ یہ وہ وقت تھا جب ہر اتوار کو سب احمدیوں کا مشن ہاؤس میں جمع ہونا ایک معمول تھا۔ تعداد ہی کیا تھی۔ انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی۔ اسی میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ 9 تا 11 جون کو مجلس خدام الا احمدیہ کا پہلا سالانہ اجتماع نور مسجد میں منعقد کیا جائے۔ کھیلوں کے لئے مسجد کے سامنے سڑک کے دوسری طرف موجود سپورٹس کمپلیکس شہر کی انتظامیہ سے حاصل کیا جائے۔ اجتماع کی تشہیر پورے جرمنی میں کی جائے۔ تاکہ جہاں جہاں کوئی احمدی موجود ہے اس تک اطلاع پہنچے اور وہ اجتماع میں شامل ہو۔ کچھ علم تو ہو کہ اس وقت جرمنی میں احمدیوں کی تعداد کیا ہے۔ اجتماع کے لئے مکرم انوری صاحب مشنری انچارج و نائب صدر

خدام الاحمدیہ نے درج ذیل افراد پر مشتمل انتظامی کمیٹی ترتیب دی۔ نگران اعلیٰ مکرم فضل الٰہی صاحب انوری، ناظم اجتماع عبدالرؤف خان قائد مجلس، سیکرٹری پروگرام، کھیلیں، خاکسار عرفان احمد خان، سیکرٹری ضیافت، مکرم خلیفہ فلاح الدین احمد صاحب، سیکرٹری رہائش مکرم ہدایت اللہ ہبش صاحب، سیکرٹری تیاری انعامات مکرم مرزا محمود احمد صاحب، روایت تو یہ ہے کہ اجتماع میں ناظم مقرر کئے جاتے ہیں لیکن وقت کی مناسبت سے جو فیصلہ مشنری انچارج و نائب صدر نے کیا سب نے سر تسلیم خم کر دیا۔ اس اجتماع کی جو رپورٹ روزنامہ الفضل ربوہ میں 25 ستمبر 1973ء کے پرچہ میں مراسلہ وکالت تبشیر کی طرف سے شائع ہوئی اس میں بھی ناظم کی بجائے سیکرٹری کا لفظ شائع شدہ ہے۔ اس اجتماع میں چالیس خدام شامل ہوئے۔ مکرم قاضی نعیم الدین صاحب مبلغ ہمبرگ چار خدام کے ہمراہ تشریف لائے اور اجتماع کے پروگراموں میں بھرپور شرکت کی۔ فٹ بال میں ہمبرگ کی ٹیم فرینکفرٹ کو شکست دے کر فاتح قرار پائی۔ فٹبال کی صرف دو ٹیمیں بنائی گئی تھیں۔ ایک فرینکفرٹ کے خدام پر مشتمل تھی اور دوسری ٹیم مہمان کھلاڑیوں پر مشتمل تھی جس کو ہمبرگ ٹیم کا نام دیا گیا۔ خدام افتتاحی تقریب کے لئے جمع تھے کہ نَو مسلم بھائی جن کا پوری جماعت بہت احترام کرتی تھی مکرم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب کے انتقال کی انتہائی افسوسناک خبر پہنچی جس نے ہم سب کو رنجیدہ کر دیا اور اجتماع کی افتتاحی تقریب تین گھنٹے کے لئے ملتوی کر دی گئی۔ اس اجتماع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ کی طرف سے خط اور پھر اجتماع کے روز برقی پیغام بھی موصول ہوا۔ حضورؒ نے مشنری انچارج کے نام تحریر فرمایا آپ کا 21 مئی کا تحریر کردہ خط ملا۔ اللہ تعالیٰ خدام الاحمدیہ کے اس اجتماع کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے، سعید روحوں کے لئے ہدایت کا مؤجب ہو۔ آپ کی مساعی میں برکت ڈالے اور خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ اسی سے ملتا جلتا اجتماع کی مبارک باد کا برقی پیغام اجتماع کے روز موصول ہوا جس سے خدام کو بہت خوشی ہوئی۔ اس اجتماع میں بالترتیب تلاوت و نظم پڑھنے والے دونوں خدام مکرم مودود احمد صاحب اور مکرم حمید اللہ زاہد صاحب اب اس دنیا میں موجود نہیں۔ مکرم مودود احمد صاحب جرمنی سے امریکہ چلے گئے تھے اور وہاں ہی ان کی وفات ہوئی۔ ان کے صاحبزادے سے اکتوبر میں حضور ایّدہ اللہ کے دورہ امریکہ کے دوران ڈالاس میں ملاقات ہوئی تو ان کے والد کے حوالے سے کئی یادیں تازہ ہو گئیں۔ مکرم حمید اللہ زاہد صاحب قیام جرمنی کے دوران بیمار ہو گئے تھے۔ جلدی پاکستان واپس لوٹ گئے اور وہاں جوانی میں ہی وفات پا گئے۔ اجتماع کی افتتاحی اور اختتامی تقریر مکرم انوری صاحب نے کی۔ آپ نے ہم نوجوانوں کو جھنجوڑا کہ ہدایت اللہ ہبش کو احمدی ہوئے تین سال سے کم عرصہ ہوا ہے اور انہوں نے سب سے زیادہ دینی انعامات جیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی پیشگوئیاں اور الہامات کے پرچہ میں ایک بھی غلطی نہیں۔ اب یہ چاروں شخصیات اللہ کو پیاری ہو چکیں۔ اللہ ان کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے۔

ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی کی وفات

میں جب جرمنی میں آن وارد ہوا اور جتنا عرصہ مشن ہاؤس رہا حلیم الطبع، منکسر المزاج، گفتار میں بے مثال مکرم ڈاکٹر عبدالہادی کیوسی صاحب جو اٹلی کی عالمی شہرت رکھنے والی انشورنس کمپنی جنرالی کے ڈائریکٹر تھے بلاناغہ روزانہ شام کو مسجد تشریف لاتے۔ ویک اینڈ پر تو دن میں دو تین بار باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد آتے۔

9 جون کی صبح اُن کی وفات کی خبر احباب جماعت کے لئے بہت بڑا صدمہ تھی جس نے سناسکتہ میں آ گیا۔ انوری صاحب تو غم سے نڈھال تھے۔ ان کی تدفین میں ایک ہفتہ لگا۔ کیوسی صاحب کی بیگم جو مسلم نہیں تھیں اس بات پر تو راضی تھیں کہ کیوسی صاحب کی آخری رسومات مسلمانوں کے مطابق ادا کی جائیں لیکن وہ چاہتی تھیں کہ ہر کام ان کی آنکھوں کے سامنے ہو۔ میّت کو غسل دینے اور کفن پہنانے سے متعلق انوری صاحب نے بیگم کیوسی کو بریف کیا لیکن ان کا دل مطمئن نہیں تھا کہ ان سے ہٹ کر میّت کو کفنایا جائے۔ بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ میّت کو غسل دیتے اور کفن پہناتے وقت تھوڑے فاصلہ پر ایک چادر تان دی جائے گی اور بیگم کیوسی اس چادر کی اوڑھ میں کھڑی رہیں گی۔ مسجد کے قریب جنوبی قبرستان میں نعش کو نہلانے کا کوئی بندوبست نہیں تھا چنانچہ انتظامیہ سے درخواست کر کے خصوصی انتظام کیا گیا۔ خاکسار اور مکرم منیر احمد بٹ صاحب نے بالٹیوں کی مدد سے وہاں پانی جمع کیا۔ اور جب میّت کو غسل دیا گیا تو ایک لمبی چادر خاکسار اور منیر احمد بٹ (جو کہ مسعود جہلمی صاحب کی بیگم کے بھائی ہیں) تان کر کھڑے رہے جس کے پیچھے مکرم کیوسی صاحب کی بیگم موجود رہیں۔ عبدالہادی کیوسی مرحوم کو غسل دینے والوں میں مکرم فضل الٰہی انوری صاحب، چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت لاہور جو ان دنوں فرینکفرٹ میں موجود تھے اور مکرم سیّد مبارک شاہ صاحب ابن حضرت سیّد سرور شاہ صاحبؓ شامل تھے۔ تدفین کے دن ایک بہت بڑا ہجوم تھا۔ ان کے دفاتر کے لوگوں کے علاوہ جرمنی کی انشورنس کمپنیوں کی نمائندگی میں ایک خلقت موجود تھی۔ جو تقریب عام طور پر چرچ میں ہوتی ہے وہ کیوسی صاحب کے مسلمان ہونے کے ناطے ممکن نہیں تھی۔ ویسے بھی بیگم کیوسی کی خواہش تھی کہ میرے میاں کو ان کے مذہبی عقائد کے مطابق دفنایا جائے۔ جہاں کیوسی صاحب کی تدفین ہونا تھی اس کے ساتھ ایک درمیانی سڑک ہے جو احاطہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس روز وہ سڑک انسانوں سے بھری ہوئی تھی۔ وہاں ہی کیوسی صاحب کا جنازہ رکھا گیا۔ باری باری لوگوں نے نمائندگی میں تعزیتی ریفرینس پڑھے۔ تابوت پھولوں سے ڈھک گیا

اس ساری کارروائی کے بعد بیگم کیوسی صاحبہ نے انوری صاحب کو تابوت قبر میں اُتارنے کو کہا۔ چنانچہ ہم احمدیوں نے جن کی جرمنی میں تعداد زیادہ نہیں تھی اپنے مرحوم بھائی کے تابوت کو قبر میں اتارا۔ اس وقت تمام حاضرین وہاں موجود رہے۔ بیگم کیوسی نے چالیس سال کے لئے ڈبل قبر کی ادائیگی کی تھی۔ جب چالیس سال پورے ہو گئے تو انوری صاحب نے بیگم کیوسی سے رابطہ کیا۔ وہ بہت ضعیف ہو چکی تھیں اور کیوسی صاحب کے ساتھ دفن ہونے میں ان کی دلچسپی ماند پڑ چکی تھی۔ کیوسی صاحب مرحوم کی صاحبزادی بھی قبر کو مزید عرصہ کے لئے قائم رکھنے میں دلچسپی نہ رکھتی تھیں۔ انوری صاحب نے بیگم کیوسی سے اجازت لے لی کہ کیوسی صاحب کے ساتھ کی قبر میں انوری صاحب کو وفات کے بعد دفنا دیا جائے۔ چنانچہ کیوسی صاحب کی قبر کی معیاد بڑھانے کے لئے جماعت نے اور دوسری قبر کی ادائیگی انوری صاحب نے کر دی اور وفات کے بعد وہاں دفن بھی ہوئے۔ اس طرح انوری صاحب کی خواہش کی تکمیل کے سامان خدا نے کر دیئے۔

مکرم ڈاکٹر عبد الہادی کیوسی صاحب نے 1964ء میں اسلام کا مطالعہ شروع کیا تو آپ کا رابطہ مسجد نور فرینکفرٹ سے ہوا۔ آپ نے قاعدہ یسّرنا القرآن کے ابتدائی اسباق مکرم محمود احمد چیمہ صاحب مبلغ سلسلہ سے پڑھے۔ مکرم چیمہ صاحب واپس پاکستان جانے تک کیوسی صاحب کو پڑھاتے رہے۔ چار سال اسلام کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد کیوسی صاحب نے 1968ء میں اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے اٹلی میں بولی جانے والی زبان اسپرانٹو میں قرآن کریم کا ترجمہ کرنے کی سعادت بھی عطا فرمائی۔ 1970ء میں آپ نے جلسہ سالانہ قادیان اور ربوہ دونوں میں شرکت کی۔ آپ نے قادیان کی زیارت پر جو تاثرات تحریر کئے ان کا اردو ترجمہ مکرم مسعود احمد جہلمی نے زیارت قادیان سے متعلق ایمان افروز تاثرات کے عنوان سے 7 فروری 1971ء کو روزنامہ الفضل میں شائع کروایا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حج کی سعادت بھی عطا فرمائی جس کے بعد آپ نے کتاب شائع کی ''میرا حج بیت اللہ'' آپ کی وفات کے بعد مکرم انوری صاحب نے اس کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا۔ کیوسی صاحب کے قبول اسلام کے واقعات پر مشتمل انوری صاحب کا مضمون 27 مارچ 1973ء کے روزنامہ الفضل کی زینت بنا۔ آپ کی سیرت پر مسعود جہلمی صاحب نے جو مضمون تحریر کیا وہ بیس جون (20.6.1973) کو الفضل میں شائع ہوا۔ یہ تمام تحریرات پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک بڑے دنیاوی عہدہ پر ہونے اور خداداد صلاحیتوں کے مالک ہونے کے باوجود آپ میں بے حد انکساری اور مشنری کا احترام تھا۔ جماعت جرمنی آج بھی ان کی کمی محسوس کرتی ہے۔ اتنا اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود انکساری کے ساتھ روز کی بنیاد پر جماعت کو وقت دینے والے خادم کو

وہ لوگ آج بھی یاد کرتے ہیں جنہوں نے ان کے ساتھ وقت گزارا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ سے آپ کی 1967ء کے دورے کے دوران اور پھر 1971ء میں ربوہ میں یادگار ملاقات ہوئی جس کی تصاویر تاریخ احمدیت جرمنی کا حصہ ہیں۔حضورؒ بھی آپ کے ساتھ انتہائی شفقت فرماتے تھے۔ انڈین احمدی سفارت کار سیّد برکات احمد کسی کام سے بون تشریف لائے تو ڈاکٹر کیوسی صاحب سے ملنے چند گھنٹوں کے لئے بطور خاص فرینکفرٹ تشریف لائے اور دوپہر کا کھانا ڈاکٹر کیوسی کے ساتھ کھایا۔ انوری صاحب نے پوری جماعت کو کھانے پر اطلاع دی تھی لیکن ورکنگ ڈے ہونے کی وجہ سے چند احمدی دوست شامل ہو سکے تھے۔

آپ کی وفات پر جماعت جرمنی نے جو قرارداد تعزیت پاس کی اور جو 26 جولائی 1973ء کے روز نامہ الفضل میں شائع ہوئی کے مطابق کیوسی صاحب مرحوم Der Islam کے ایڈیٹر ہونے کے ساتھ فنانس کمیٹی کے نائب صدر اور آڈیٹر کے طور بھی خدمت بجالا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم بھائی کی خدمات دینیہ کو قبول فرمائے اور اَجرِعظیم سے نوازے، آمین۔

نواب عباس احمد خان کی جرمنی میں آمد

9 جولائی کو مکرم نواب عباس احمد خان اور ان کی بیگم صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ بنت حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی پھوپھی) مع دو بچگان اور مکرم چودھری ادریس نصر اللہ صاحب دو کاروں پر پاکستان سے جرمنی تشریف لائے۔ مکرم ادریس نصر اللہ صاحب کے ساتھ چار احمدی نوجوان مکرم حمید احمد صاحب بھلر، مکرم عطاءاللہ صاحب سیال، مکرم رشید احمد صاحب اور مکرم عبدالرشید صاحب جرمنی میں قیام کرنے کے لئے ہمسفر بنے تھے۔ ان میں سے چودھری حمید بھلر صاحب تو اب بھی جرمنی کے شہر Bad Soden میں رہائش رکھتے ہیں، مکرم عطاءاللہ صاحب سیال زمینداری تمدّن سے تعلق رکھتے تھے جلدی واپس چلے گئے۔ اب اس دنیا میں نہیں رہے۔ رشید صاحب کا ٹارگٹ امریکہ تھا جس میں خدا نے انہیں جلد کامیابی دی۔ عبدالرشید صاحب فرانس چلے گئے تھے اور اب بھی فرانس میں ہی رہائش رکھتے ہیں۔ مکرم نواب عباس احمد خان صاحب کے فرینکفرٹ میں قیام کے دوران روزانہ کی ملاقات اور ان کی شفقت کی بدولت ان سے قریبی تعلق قائم ہو گیا۔ نواب صاحب بیٹھ کر گفتگو کرنے کی بجائے ٹہلتے ٹہلتے گفتگو کرتے تھے۔ آپ نے اپنی والدہ محترمہ حضرت سیّدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے پُرشفقت بابرکت وجود کے بہت سے ایسے واقعات بیان کئے جن کو تربیت اولاد کے زمرے میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ نواب عباس خان صاحب سے بعد میں جب بھی ملاقات ہوئی

ان کے اس فقرہ سے مجھے ڈھارس ملتی کہ میں روز تمہارے لئے دعا کرتا ہوں۔

انگلستان کا پہلا سفر

جولائی 1973ء کے آخری دنوں کی بات ہے کہ فرینکفرٹ یونیورسٹی کے ماہانہ رسالہ میں چھپنے والا یہ اعلان میری نظروں سے گزرا کہ ایک سپیشل چارٹر فلائٹ ایک سو مارک میں لندن جا رہی ہے۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ لندن تشریف لائے ہوئے تھے۔ مَیں نے اور شوکت پراچہ صاحب نے اس فلائٹ سے فائدہ اُٹھانے کا ارادہ کیا۔ دونوں کے پاس ابھی صرف جرمن زبان سیکھنے کا ویزہ تھا۔ یونیورسٹی کا سٹوڈنٹ کارڈ نہیں تھا۔ لیکن قدرت نے ہماری مدد کی اور ہم اس چارٹر فلائٹ کے مسافر بن گئے۔ یہ فلائٹ فرینکفرٹ ائیر پورٹ سے اڑ کر لندن کے لیوٹن ائیر پورٹ پر اُتری۔ امیگریشن حکام نے ہم دونوں کو لائن سے علیحدہ کرلیا اور اپنے دو آفیسرز کے حوالے کر دیا۔ دونوں کا علیحدہ علیحدہ تفصیلی انٹرویو ہوا جس میں پاکستان سے روانگی کی وجوہات، جرمنی میں ہمارے ارادے اور لندن آنے کے مقاصد پر پے در پے سوالات ہوئے اور اس کے بعد دونوں کو دو کمروں میں بٹھا دیا گیا۔ دو گھنٹے کے وقفہ کے بعد نئے آفیسرز آ گئے اور یہ کہانی دوبارہ دُہرائی جانے لگی۔ جب شام ڈھلے یہ عمل تیسری بار دُہرایا جانے لگا تو شوکت پراچہ کی آواز سے مَیں نے اندازہ لگایا کہ پراچہ صاحب حساب چُکانے پر آ گئے ہیں۔ اس دوران ہم نے اپنے سامان کی تلاشی بھی دی جس میں چار جوڑوں کے سوا کیا ہونا تھا۔ ہم دونوں کے درمیان کوئی رابطہ نہ تھا۔ امیگریشن کے ایک بندے نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کا ساتھی مزید کسی سوال کا جواب دینے کو تیار نہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اس کو واپس جرمنی بھجوا دیا جائے۔ کیا تم بھی واپس جرمنی جانا چاہتے ہو۔ مَیں نے اس کو جواب میں کہا کہ جرمنی تو جانا ہی ہے لیکن برطانیہ میں داخل ہونے کے بعد۔ اس نے بتایا کہ ہم دونوں کے پاسپورٹ پر جرمنی کا جو ویزہ لگا ہے اس کو کنفرم کرنے کے لئے ہم نے ٹیلکس بھیجا ہوا ہے کنفرمیشن کا انتظار ہے۔ کنفرمیشن کے آتے ہی آپ دونوں کو اینٹری مل جائے گی۔ آپ کے ساتھی کو صبر کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ چنانچہ جونہی کنفرمیشن آئی ہم دونوں کے پاسپورٹ پر اینٹری سٹیمپ لگائی گئی۔ گورے نے دس بار ہم سے معذرت کی۔ اس وقت رات کی ابتدا تھی لیکن لیوٹن ائیر پورٹ پر ہُو کا عالم تھا۔ امیگریشن حکام ہمیں کار میں بٹھا کر لیوٹن ریلوے اسٹیشن چھوڑ آئے کہ آپ یہاں سے کللیپن جنکشن چلیں جائیں۔

لندن میں قیام کا احوال اگلی قسط میں ملاحظہ فرمائیں۔